عورتوں کی زندگی کے دو رخ: میکہ اور سسرال

05/11/2016 جہاں گیر حسن مصباحی

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایااور جنت میں رہنے کا حکم دیا۔کچھ دنوں کے بعد اُنھیں تنہائی اور اکیلے پن کا احساس ستانے لگا تو اُنھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ یااللہ ! مجھے ایک مونس وہم نشیں عطا فرما۔ چناں چہ خالق کائنات جل شانہ نے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے سیدہ حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایااور جنت میں اُن کا ساتھی بنایا۔ پھر وہ دونوں دنیا میں بھیجے گئے اور یوں اُن کی اولاد دنیا میں پھیلتی چلی گئی۔

دنیا میں آنے کے بعد نسل انسانی کا فروغ شروع ہوا۔انسانی آبادی بڑھنے لگی۔زندگی گزارنے کے بہتر سے بہتر وسائل پیدا ہونے لگے۔ایک سے بڑھ کر ایک طرزِ زندگی اپنائے جانے لگے، لیکن جیسے جیسے زندگی ترقی سے ہمکنار ہوتی گئی ویسے ویسے کچھ ایسے مسائل اور مشکلات بھی سامنے آتے گئے جن سے ہر کسی کا سامنا ہوتا ہے۔ان تمام چیزوں سے قطع نظر عورتوں کے سامنے جو مسائل آئے وہ انسانی معاشرے کے لیے کسی ناسور سے کم نہ تھے۔خواہ اُن کے ذاتی مسائل ہوں، خاندانی مسائل ہوں، ازدواجی مسائل ہوں، معاشی مسائل ہوں یا پھر کوئی اور مسائل ۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ عورتوں کے یہ مسائل کیسے دور ہوں گے ؟ اُنھیں دور کون کرے گا اور کس طریقے سے ان مسائل کو دور کیا جاسکتا ہے ؟

اس سلسلے میں میرا ماننا ہے کہ چند ایک مسئلوں کو چھوڑ کر بہت سے ایسے مسائل ہیں جنھیں عورتیں اگر چاہ لیں تو وہ خود دور کر سکتی ہیں اوراِس کے لیے اُنھیں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے، بس ذرا فکر وسوچ میں تبدیلی لانی ہوگی اور فکر اسلامی سے غذا لینی ہوگی۔

عام طور پر عورتوں کی زندگی دو طرح سے گزرتی ہے :

شادی سے پہلے کی زندگی

ماں باپ کے گھر کی زندگی، جہاں اُن کا بچپن گزرتا ہے، وہ تعلیم و تربیت پاتی ہیں اور بڑی ہوتی ہیں۔ یہاں اُنھیں رشتے کی شکل میں مختلف لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے۔ کوئی بھائی ہے تو کوئی بہن ہے۔ کوئی ماں ہے تو کوئی باپ ہے، اور کوئی چچا ہے تو کوئی چچی، غرض کہ مختلف رشتوں کے بیچ اُنھیں رہنا پڑتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ وہ بڑی آسانی سے اپنی زندگی گزارتی ہیں۔ کسی سے کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جو اُلجھن کا باعث ہو۔ اس کے دو اسباب ہیں:

۔اُنھیں ہر کسی سے پورا پورا تعاون ملتا ہے اور وہ بھی سب سے گھلی ملی رہتی ہیں۔ 1

۔خدا نخواستہ کوئی بڑی غلطی بھی ہو جاتی ہے، تو اُسے نظرانداز کر دیا جاتا ہے، یا پھر اگر والدین کی طرف سے کوئی سختی ہوتی ہے تو 2
بیٹیاں یہ گمان کر کے برداشت کر لیتی ہیں کہ چلو! کوئی نہیں، گھر کے بڑے بزرگ ہی تو ہیں۔ اتنا حق تو اُنھیں ملنا ہی چاہیے۔

دنیوی اعتبار سے دیکھا جائے غیر شادی شدہ عورتوں کی زندگی بڑی جاں گسل اور مشکل ہوتی ہے۔ خاص کر آج کی ہوس پرست دنیا میں تو اُن کی زندگی اور بھی مشکل ہو گئی ہے، جہاں آئے دن اُن کی عزت و عصمت نیلام ہوتی رہتی ہے، اِن مشکلات سے نکلنا دشوار تو ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں، بشرطیکہ دنیا کی برائیوں سے خود کو پاک رکھنے کے لیے اُن مقدس عورتوں کی زندگی سے روشنی حاصل کی جائے جنھوں نے عورت ہونے کے باوجود نفس کی پاکیزگی کا مظاہرہ کیا ہے اور معرفت الٰہی کا نمونہ بن کر دکھایا، جن کی گود میں انبیا و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیائے کرام علیہم الرحمہ نے تربیت پائی، جن کی راتیں یادِ الٰہی میں اور دن خدمت خلق میں گزرا ۔

مثال کے طور پر فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزہ زندگی سے ہدایت کا نور حاصل کرنا ہو گا جنھوں نے ظلمت اور تاریکی میں رہنے کے بعد بھی اپنے نورِ ایمان کو پراگندہ نہ ہونے دیا اور حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا جیسی عظیم ہستی سے، شرم و حیا اور عفت و پاک دامنی کی بھیک مانگنی ہو گی، جن کی نظر بے ارادہ بھی کسی اجنبی شخص پر پڑ جاتی تو اللہ کے خوف سے بے ہوش ہو جاتی تھیں۔

شادی کے بعد کی زندگی

یہ عورتوں کی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ ایک طرح دیکھا جائے تو شادی کے بعد ہر عورت کی زندگی ''پل صراط'' کی مانند ہے، اِسے پار کرنے میں کافی سمجھ بوجھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذرا سا بھی توازن بگڑا مانو گئے کام سے۔ حالاں کہ انسان تو ویسے ہی

ہوتے ہیں جیسے اُنھوں نے اپنی پہلی زندگی (میکے) میں دیکھے تھے، بس تھوڑا سا فرق ہوتا ہے کہ وہ میکے والے کہلاتے ہیں اور یہ سسرال والے۔

لیکن اگر عورتیں یہاں بھی تھوڑی سی عقلمندی کا ثبوت دیں اور سسر کو اپنے باپ کی جگہ، ساس کو اپنی ماں کی جگہ رکھیں، دیور کو اپنا بھائی، نند کو اپنی بہن اور شوہر کو شوہر سمجھیں تو بہت ساری الجھنوں سے وہ بچ سکتی ہیں۔

اسی طرح سسرال والے بھی ایک بہو کو وہی محبت اور ہمدردی دیں جو اُسے اُس کے میکے میں میسر تھی تو پھر پریشانی کی کوئی بات ہی پیدا نہیں ہوگی اور زندگی گزارنا بڑا آسان ہو جائے گا۔ ایک بات اور جو عام طور پر عورتوں میں دیکھی جاتی ہے کہ وہ سسرال کی ہر چیز اور ہر معاملے کو اپنے میکے کی چیزوں اور معاملات سے مقابلہ کرتی ہیں جو انتہائی غلط بات ہے، کیوں کہ یہ بہت سی برائیوں کو جنم دیتی ہے۔ اگر وہ کچھ بھی نہ کریں، محض اپنے شوہر کی خوشی کا ہی خیال رکھیں تو میکے کی طرح سسرال میں بھی وہ ایک اچھی اور مثالی زندگی بسر کر سکتی ہیں۔ اس لیے کہ کوئی گھٹیا سے گھٹیا شوہر بھی یہ نہیں چاہتا کہ اُس کی بیوی اُس کے گھر والے کو تکلیف پہنچائے یا ستائے۔

اس کے علاوہ جب کبھی بحیثیت بہو یا بیوی عورتوں کے دلوں میں کوئی شیطانی وسوسہ پنپنے لگے تو وہ فوراً اُن نیک عورتوں کی ازدواجی زندگی کو یاد کریں اور اُن کے نورِ حیات سے اپنی ازدواجی زندگی کو روشن کریں جن کی پہچان ایک مکمل بیوی کے روپ میں ہوتی ہے۔ جنھوں نے شوہر کی محبت کو دینی فریضہ اور اُس کی دل جوئی کو عبادت سمجھ کر ادا کیا۔ کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہے، پیارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی کو سامنے رکھیں۔

مثال کے طور پر اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا شمار مکہ کے گنے چنے دولت مندوں میں ہوتا تھا، مگر اپنے شوہر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و ہمدردی اور دل جوئی کا جو سلوک اُنھوں نے پیش کیا اِس کی مثال کہیں نہیں ملتی ۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بحیثیت بیوی اپنے شوہر تاجدار کائنات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جس محبت والفت کے پھول نچھاور کیے اور مشکل ترین وقت میں بھی آپ پر جس خوش اعتمادی کا اظہار کیا وہ آج کی اس عصمت سوز دنیا میں ہر عورت کے لیے ایک نمونہ ہے۔

رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عزیز ترین بیٹی سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے شوہر کی جو خدمت کی ہے اور تنگ دستی میں جو صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا ہے وہ بھی مثالی ہے۔

کیا کوئی اس کا بدل پیش کر سکتا ہے ؟اس لیے عورتوں کو چاہیے کہ اپنی خاندانی، خانگی اور معاشرتی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے، اِن عظیم اسلامی عورتوں کی زندگی کو اپنا نمونہ بنائیں اور دنیا وآخرت میں کامیابی کے لیے ان کے اخلاق و کردار کی ضیاؤں سے اپنی بے رنگ زندگی میں چار چاند لگائیں، تبھی وہ پُر وقار ہو سکتی ہیں اور اس کائنات میں محبت والفت کا رنگ بھر کر اِس شعر کو سچ ثابت کر سکتی ہیں کہ ؎

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں